ROOTS for Equity

تبدیلی کی بھوک:
خوراک کے نظام کی تبدیلی کے لیے دیہی آبادیوں کی جدوجہد!
16 اکتوبر: بھوک کا عالمی دن

پریس ریلیز

16 اکتوبر، 2020

روٹس فار ایکوٹی اور پاکستان کسان مزدور تحریک (PKMT) نے ایشین پیزنٹ کولیشن (APC)، پیسٹی سائیڈ ایکشن نیٹ ورک (PANAP) اور پیپلز کولیشن فار فوڈ سورینٹی (PCFS) کے اشتراک سے 16 اکتوبر کو خوراک کے عالمی دن کو بھوک کے عالمی دن کے طور پر منایا۔ اس حوالے سے ایک ویبنار اور احتجاجی مظاہرے کا اہتمام کیا گیا جس میں پی کے ایم ٹی کے مختلف اضلاع کے چھوٹے اور بے زمین کسان مزدور اور دیگر ارکان نے شرکت کی۔ یہ عمل بھوک کے عالمی دن کے حوالے سے ''تبدیلی کی بھوک: خوراک کے نظام کی تبدیلی کے لیے دیہی آبادیوں کی جدوجہد'' کے عنوان سے جاری مہم کا حصہ ہے جس کا مقصد ایگرو ایکولوجی یعنی پائیدار زراعت کو کیمیائی اور زہریلے مداخل کے ذریعے کی جانے والی مشینی زراعت کے متبادل اور خوراک کی خودمختاری کے لیے ایک لائحہ عمل کے طور پر فروغ دینا ہے۔ اس سال اس مہم میں کورونا کی وبائی صورتحال کے دوران دیہی آبادیوں کی حالت زار، ان کے مطالبات اور خوراک و زرعی نظام کی تبدیلی پر توجہ مرکوز کی گئی ہے۔

پی کے ایم ٹی، خیبر پختونخوا کے رکن طارق محمود نے کورونا وباء کے دوران بھوک، غربت اور روزگار کی صورتحال کے موضوع پر بات کرتے ہوئے کہا کہ دنیا بھر میں خوراک و زراعت کے نظام پر سامراجی غلبہ اور دیوہیکل بین الاقوامی زرعی و کیمیائی کمپنیوں کی اجارہ داری، ان کا استحصال اور حیاتیاتی تنوع و قدرتی ماحول کی تباہی کورونا کی وبائی صورتحال میں مزید شدت اختیار کرگئی ہے۔ اقوام متحدہ کے خوراک و زراعت کے ادارے فاؤ (FAO) کی ایک رپورٹ (The state of food security and nutrition in the world) کے مطابق یہ وبائی صورتحال سال 2020 میں مزید 83 تا 132 ملین افراد کو بھوک میں مبتلا کرسکتی ہے اور اگر موجودہ صورتحال برقرار رہی تو دنیا میں 2030 تک 841.4 ملین افراد بھوک کا شکار ہونگے۔

پی کے ایم ٹی، ساہیوال کے رکن محمد زمان کا کہنا تھا کہ پاکستان اقتصادی سروے 20-2019 کے مطابق کورونا وباء کے پاکستانی معیشت پر شدید منفی اثرات مرتب ہوئے ہیں اور مزید کم از کم 10 ملین افراد کے خط غربت سے نیچے چلے جانے کا اندیشہ ہے، یعنی پاکستان میں خط غربت سے نیچے زندگی گزارنے والے افراد کی تعداد 50 ملین سے بڑھ کر 60 ملین ہوسکتی ہے۔ گلوبل ہنگر انڈیکس میں پاکستان 119 ممالک میں 106 نمبر پر ہے جہاں گوشت، مرغی، مچھلی، دودھ، سبزی اور پھلوں کے استعمال کی شرح ترقی یافتہ ممالک کے مقابلے چھ سے 10 گنا کم ہے۔ پاکستان میں بھوک و غربت کی بدتر ہوتی صورتحال کا اندازہ وزیر اعظم کی معاون خصوصی برائے غربت و سماجی تحفظ ڈاکٹر ثانیہ نشتر کے اس بیان سے لگایا جاسکتا ہے کہ ''ملک کی تقریباً آدھی آبادی احساس پروگرام کے دائرہ کار میں ہوگی''۔ پاکستان میں جہاں آدھی سے زیادہ آبادی زرعی شعبہ سے روزگار حاصل کرتی ہے وہاں وبائی صورتحال میں بڑھتی ہوئی بھوک، غربت اور بیروزگاری کی موجودہ صورتحال نے منافع اور استحصال کی بنیاد پر قائم اس خوراک و زراعت کے گلے سڑے نظام میں بڑھتے ہوئے استحصال اور سفاکیت کو مزید واضح کردیا ہے۔

روٹس فار ایکوٹی کے ولی حیدر نے عالمی خوراک و روزگار کے بحران اور اس کے حل پر بات کرتے ہوئے کہا کہ دنیا بھر میں دیہی آبادیاں اس حقیقت سے پہلے ہی واقف ہیں اور اب کورونا وائرس کے دوران خوراک و روزگار کے بحران اور بڑھتی ہوئی بھوک نے یہ ثابت کردیا ہے کہ خوراک و زراعت کا موجودہ نظام ناکام ہوچکا ہے جس پر بڑے بڑے سرمایہ دار ممالک اور ان کی منافع خور کمپنیوں کا قبضہ ہے۔

عالمی سطح پر خوراک و زراعت کے نظام پر سامراجی قوتوں کے اس غلبہ نے پاکستان جیسے تیسری دنیا کے ممالک میں مقامی دیہی معیشت کو عالمی زرعی منڈی سے جوڑ دیا ہے جس کے نتیجے میں ہماری زرعی پیداوار، ہمارے زمین، پانی جیسے اہم ترین وسائل بین الاقوامی کمپنیوں کے لیے بے تحاشہ منافع کے حصول

کا ذریعہ بن گئے ہیں۔ اس کی ایک واضح مثال نباتاتی ایندھن ایتھنول کی پیداوار و برآمد کے لیے گنا اور دیگر نقدآور فصلوں کی بڑھتی ہوئی پیداوار ہے، جبکہ دوسری طرف گندم جیسی اہم ترین غذائی فصلوں کی پیداوار میں کمی واقع ہورہی ہے جو خوراک کی قیمتوں میں اضافے اور اس کے نتیجے میں بھوک میں مزید اضافے کی وجوہات میں شامل ہے۔ موجودہ صورتحال میں اس نظام کی تبدیلی کی اشد ضرورت ہے جس میں کسانوں کو کمپنیوں کے بیج، کیمیائی و زہریلے مداخل پر انحصار پر مجبور کردیا گیا ہے جو خوراک و زراعت کے پورے نظام میں آلودگی اور ماحولیاتی نظام و حیاتیاتی تنوع کی بربادی کا سبب بھی ہے۔

اس کے برعکس خوراک کی پیداوار کا پائیدار نظام یعنی ایگرو ایکولوجی کسانوں کو ایک ایسا لائحہ عمل فراہم کرتی ہے جو انہیں اور دیگر براہ راست خوراک پیدا کرنے والی آبادیوں کے حقوق کا تحفظ کرتا ہے۔ ایگرو ایکولوجی کسانوں کے زمین پر حق، اجتماعی اور انفرادی بیج بینکوں کے قیام اور ان کے تبادلہ کی ضمانت ہے۔ ایگرو ایکولوجی خوراک و زرعی پیداوار کے قدرتی نظام کو تحفظ اور فروغ دیتی ہے، کمزور اور غریب آبادیوں کے خوراک کے تحفظ کے ساتھ ساتھ سب کے لیے صاف اور غذائیت بخش خوراک اور ماحول کو بھی یقینی بناتی ہے۔

روٹس فار ایکوٹی کی عذرا طلعت سعید نے کسان عورتوں کے حقوق پر بات کرتے ہوئے کہا کہ مجموعی زرعی پیداوار میں مال مویشی و ڈیری شعبہ کا حصہ 56 فیصد ہے اور دودھ و گوشت کی پیداوار سے جڑے کسانوں کی اکثریت چھوٹے پیمانے پر مویشی پالنے والوں خصوصا عورتوں پر مشتمل ہے جو ملک میں سالانہ 60 بلین لیٹر دودھ کی پیداوار کو ممکن بناتے ہیں۔ لیکن یہی دیہی آبادیاں خوراک و زراعت کے شعبہ میں سرمایہ دار کمپنیوں کی اجارہ داری کے نتیجے میں خود بھوک سے دو چار ہیں۔ دودھ و گوشت اور دیگر غذائی اشیاء کے عالمی معیار کے حصول اور برآمدات میں اضافے کے نام پر ڈیری و گوشت کے شعبہ میں کمپنیوں کو اجارہ داری کے لیے کھلی چھوٹ دی جارہی ہے جو ملک میں بھوک و غذائی کمی میں مزید اضافے کی وجہ بنے گی۔ یاد رہے کہ نیشنل نیوٹریشن سروے 2018 کے مطابق ملک میں 53 فیصد بچے اور 44.3 عورتیں خون کی کمی کا شکار ہیں۔

پی کے ایم ٹی سندھ کے رکن راجہ مجیب نے کورونا وباء کے دوران سب سے زیادہ متاثر ہونے والے چھوٹے اور بے زمین کسان مزدوروں کے حوالے سے بات کرتے ہوئے کہا کہ کمپنیوں نے اپنی اجارہ داری قائم کرلی ہے اور کسانوں کو ناقص بیجوں پر انحصار پر مجبور کردیا گیا ہے۔ زرعی زمینوں پر بڑے بڑے جاگیردار قابض ہیں اور سرمایہ دارانہ پیداواری نظام اور منڈی کا غلبہ بڑھتا جارہا ہے۔ زمین، بیج سمیت تمام پیداواری وسائل پر کسانوں کا اختیار ہو تو ہمارے کسان مزدور، ماہی گیروں اور دیہی آبادیوں کو وبائی اور لاک ڈاؤن جیسی صورتحال یا کسی بھی قسم کی ہنگامی صورتحال میں بھی خوراک میسر ہوسکتی ہے۔ اسی لیے پی کے ایم ٹی یقین رکھتی ہے کہ خوراک و زراعت میں خودمختاری اور خودانحصاری کسانوں میں زمین کی منصفانہ اور مساویانہ تقسیم کے ذریعے جاگیرداری نظام کے خاتمے سے ہی ممکن ہے اور سامراجی غذائی پالیسیوں کا خاتمہ پر امن جمہوری خودمختار ریاست کے لیے لازم ہے۔

جاری کردہ: پاکستان کسان مزدور تحریک

رابطہ: 0300-2121301